نکاح کا اسلامی نظریہ

تصنیف: میاں انوار اللہ
تقدیم: عبدالوہاب خان

اللہ رب العزت نے نسل انسانی کی بقا اور اس کی بہتر نشو و نما کے لئے بنی نوع آدم کی فطرت میں انس و محبت کا مادہ رکھا اور اسی بنیاد پر معاشرتی اقدار اپنانے کا حکم دیا اور معاشرتی ضابطہ اخلاق متعین فرمائے۔

تقوی معاشرتی اقدار کی اساس ہے:

فرمان باری تعالی ہے:﴿یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء﴾ ''لوگو! اپنے رب سے ڈرتے رہو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ پھر اسی سے اس کا جوڑ ا بنایا۔ پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں''۔[النساء/۱]

نیز فرمایا قوموں اور قبیلوں کا مقصد صرف ایک دوسرے کی پہچان اور صلہ رحمی ہے۔ طبقاتی تفاوت پیدا کرنا ہرگز نہیں اور عزت و برتری کا معیار صرف تقوی ہے۔﴿یأیھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی وجعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر ۞﴾ ''اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے، تا کہ تم ایک دوسرے کی شناخت کر سکو اللہ کے نزدیک زیادہ معزز وہی ہے، جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔ اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔''[الحجرات/۱۳]

قیام تمدّن اور بقائے نسل کے لئے نکاح کی ترغیب:

﴿وانکحوا الایامی منکم والصلحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم ۞ ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیھم اللہ من فضلہ﴾ ''اور تم میں سے جو لوگ مجرد ہیں، ان کے نکاح کرادو۔ اور اپنی لونڈی، غلاموں کے بھی جو نکاح کے قابل ہوں۔ اگر وہ غریب ہیں تو اللہ اپنی مہربانی سے انہیں غنی کردے گا اور اللہ بڑی وسعت والا اور خوب جاننے والا ہے۔ اور جو لوگ نکاح (کا سامان) نہیں پاتے انہیں (جنسی بے راہروی سے) بچے رہنا چاہئے۔ حتی کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کردے۔''[النور/۳۲-۳۳] مسلمان کو یقین ہونا چاہیے کہ رزق کی تنگی اور

فراخی کا انحصار نکاح کرنے یا مجرد رہنے پر نہیں ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم کچھ جوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہتے۔ اور (نکاح کیلئے) ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔ ہمیں ارشاد ہوا کہ اے نوجوانو! تم میں سے جو کوئی خانہ آبادی کی استطاعت رکھتا ہے اسے چاہئے کہ نکاح کرلے، کیونکہ نکاح نگاہ نیچی رکھنے اور شرم گاہ کی حفاظت کیلئے خوب ہے۔ اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھا کرے، روزہ اس کی شہوت ٹھنڈی کردے گا۔'' [بخاری، کتاب النکاح ۹/۱۴، مسلم ۹/۱۷۵]

انبیاء کرام علیہم السلام نے نکاح کیا:

﴿ **ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لهم ازواجا وذرية** ﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہم نے بہت سے رسول علیہم السلام بھیجے۔ اور انہیں بھی ہم نے بیوی بچوں والا بنایا۔'' [الرعد/۳۸]

معلوم ہوا کہ تمام رسول انسان تھے اور انسانی ضروریات اور تقاضوں سے مبرا نہ تھے۔

﴿ **وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحي اليهم فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون** ۞ ﴾ ''آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے، وہ آدمی ہی تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔ اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو۔'' [النحل/۴۳]

قیام تمدن کی بنیادی اکائی ہونے کی بنا پر علم وحکمت والے اللہ نے نکاح کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی خاطر وحی جلی اور وحی خفی دونوں کے ذریعے انسانیت کی رہنمائی بڑی تفصیل سے کی ہے:

(۱) نکاح کا مقصد حفاظت عفت اور حصول اولاد ہونا چاہئے۔

﴿ **واحل لكم ما وراء ذلكم ان تبتغوا باموالكم محصنين غير مسفحين فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فريضة ولا جناح عليكم فيما تراضيتم به من بعد الفريضة ان الله كان عليما حكيما** ۞ ﴾ ''ان محرمات کے سوا دیگر عورتیں اپنے مال کے ذریعے حاصل کرنا تمہارے لئے حلال قرار دیا گیا ہے، بشرطیکہ اس سے تمہارا مقصد حقیقی نکاح ہو، محض شہوت رانی نہ ہو۔ پھر ان میں سے جن سے شادی کرکے تم فائدہ اٹھاؤ، انہیں ان کے مقرر کردہ حق مہر ادا کرو۔ ہاں اگر مہر مقرر ہو جانے کے بعد زوجین میں باہمی رضامندی سے کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو پھر تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ

یقیناً سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔'' [النساء/٢٤]

اس آیت میں نکاح کے دو بنیادی مقاصد کو اختصار ادو الفاظ میں سمیٹ دیا گیا ہے:

ا: ﴿محصنین﴾ یعنی مرد اس عورت کے ذریعے اپنے عفت کی حفاظت کرنے والا ہو اور بیوی کو اپنا شریک حیات بنانے والا ہو۔

۲: ﴿غیر مسافحین﴾ مرد اپنے مال وجاہ اور اثر ورسوخ کے بل بوتے پر صرف شہوت رانی کے لئے بکثرت شادیاں رچانے اور بلا وجہ طلاق دینے کا مشغلہ نہ اپنائیں۔ کیونکہ اس سے بیچاری صنف نازک کا مستقبل تاریک اور اس کے انسانی حقوق پامال ہوتے ہیں۔

۳: نکاح کا تیسرا اہم مقصد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا: {تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم} ''خاوند سے خوب پیار کرنے والی اور خوب بچے جننے والی عورت سے نکاح کیا کرو۔ کیونکہ میں تمہارے ذریعے دیگر امتوں سے کثرت کا مقابلہ کرنے والا ہوں''۔ [ابو داؤد ٢/٥٤٢، نسائی ٦/٦٥]

(۲) نکاح میں زوجین کی برابری کا خیال رکھنا چاہئے۔

اس عنوان سے ذہن میں خاندانی حیثیت، معاشی استحکام، رنگ ونسل، زبان وثقافت اور نہ جانے کن کن تعصّبات کا تصور ابھرتا ہے۔ لیکن حسن نیت سے کتاب الٰہی اور سنت نبوی کا مطالعہ کرنے والے خوش نصیبوں پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسلام میں اس قسم کی سطحی درجہ بندی اور تعصب کی کوئی قدر وقیمت نہیں، بلکہ ﴿ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم﴾ کے سنہری اصول پر اعتماد ہی مطلوب ہے۔ ﴿الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت والطیبٰت للطیبین والطیبون للطیبٰت اولئک مبرء ون مما یقولون لھم مغفرۃ ورزق کریم ۞﴾ ''بدکار عورتیں پلید مردوں کیلئے، بدکردار مرد بداطوار عورتوں کیلئے ہیں۔ اور پاکیزہ عورتیں پاکباز مردوں کیلئے اور پاکیزہ مرد پاک دامن عورتوں کیلئے ہیں۔ اِن کا دامن اُن باتوں سے پاک ہے جو وہ فاسق بکتے ہیں۔ ان کے لئے تو بخشش اور عزت کا رزق ہے۔'' [النور/٢٦]

تقویٰ اور عفت وعصمت کے علاوہ برابری کا ایک اور پہلو بھی مدنظر رکھنے کی ہدایت ہے، وہ ہے آزادگی۔ لیکن جس غریب مرد کو پاکباز آزاد مسلمان عورت سے نکاح کی گنجائش نہ ہو اور شادی نہ ہونے کی صورت میں گناہ کبیرہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو اس کے لئے پاک دامن مؤمنہ لونڈی سے اس کے مالک کے اذن سے نکاح کرنے کی اجازت ہے، تاکہ گناہ کے

ارتکاب سے حفاظت ہو سکے۔﴿ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنٰت المؤمنٰت فمن ما ملکت ایمانکم من فتیٰتکم المؤمنٰت ...... ذٰلک لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم والله غفور رحیم ۞﴾ (النساء/۲۵)

استدراک: یہاں مسلمان اور اہل کتاب کے مابین رشتہ ازدواج قائم کرنے کا مسئلہ بھی بیان کرنا ضروری ہے کیونکہ طبقہ اشرافیہ موجودہ زمانے میں کافروں سے رشتہ کرنے کو اکیسویں صدی کا تقاضا سمجھتا ہے۔ اس مسئلے کے دو مختلف پہلو ہیں:

(۱) مسلمان مرد کا اہل کتاب عورت سے نکاح:

بعض حالات میں اور خصوصاً مخلوط معاشروں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ مسلمان نوجوان کو کوئی مسلمان رشتہ دستیاب نہیں ہوتا۔ پھر آج کل تو لونڈیوں کا وجود بھی ناپید ہے۔ ایسے حالات میں شریعت اسلامیہ نے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی پاکدامن عورتوں سے نکاح کی اجازت رکھی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:﴿الیوم احل لکم الطیبٰت وطعام الذین اوتوا الکتٰب حل لکم وطعامکم حل لھم والمحصنٰت من المؤمنٰت والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم اذا اٰتیتموھن اجورھن محصنین غیر مسٰفحین ولا متخذی اخدان ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله وھو فی الاٰخرۃ من الخسرین ۞﴾ ''آج کے دن تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور اہل کتاب کا کھانا (ذبیحہ) تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے بھی حلال ہے۔ اور پاکباز مومنہ عورتیں اور وہ پاکدامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی، وہ بھی تمہارے لئے حلال ہیں جب تم انہیں ان کا حق مہر ادا کرو، بشرطیکہ تم انہیں روک رکھنے والے ہوں، صرف شہوت رانی کرنے والے نہ ہوں اور نہ چوری چھپے عشق لڑانے والے ہوں۔ اور جو کوئی ایمان سے منکر ہو جائے تو اس کے سب اعمال برباد ہوں گے، اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والا ہوگا۔'' (المائدۃ:۵)

مجاہدؒ نے یہاں محصنات کا معنی آزاد لیا ہے، یعنی آزاد و پاکدامن۔ بعض اسلافؒ نے کتابیہ لونڈی سے نکاح بھی جائز قرار دیا ہے۔ نیز فقہائے شافعیہ نے اہل کتاب سے عام اسرائیلی عورت مراد لیا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد اہل کتاب کی صرف ذمیہ عورت ہے، دارالحرب میں بسنے والی نہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ کا نظریہ تھا کہ جو اہل کتاب توحید پر قائم ہوں، انہی سے نکاح جائز ہے ورنہ نہیں۔ (تفسیر القرآن العظیم ۲/۳۰)

پس یہود ونصاریٰ میں سے درج ذیل صفات کی حامل عورت سے نکاح بالاتفاق جائز ہے:

۱۔ تورات یا انجیل کے احکام پر عمل پیرا ہو۔ (جمہور)

۲۔ عقیدہ توحید پر قائم ہو۔ کیونکہ مشرکہ سے نکاح حرام ہے۔ (ابن عمرؓ)

۳۔ بدچلن اور زنا کرنے والی نہ ہو۔ (بالاتفاق)

۴۔ خفیہ طور پر عشق بازی کرنے والی نہ ہو۔ (بالاتفاق)

۵۔ دارالاسلام میں قانونی طور پر اقامت پذیر (ذمیہ) ہو۔ (جمہور)

۶۔ آزاد ہو، لونڈی نہ ہو۔ کیونکہ اللہ پاک نے مسلمان لونڈی سے نکاح کے لئے غربت اور اندیشہ گناہ کی شرط لگائی ہے اور (نفس پر کنٹرول ہونے کی صورت میں) اجتناب کرنے کو ہی بہتر قرار دیا ہے۔ لہذا غیر مسلم لونڈی سے نکاح بالاولیٰ جائز نہیں۔ (دیکھئے: ابن کثیر ۲/۳۰، فتح القدیر ۲/۱٦، تفسیر عثمانی ۱٤۲، جامع البیان فی تفسیر القرآن للطبری ٦/٦٧، ٧٩، حدیث التفاسیر ۱/۱۵۳، اشرف الحواشی ص ۱۳۰)

ان تمام اوصاف کے باوجود بھی ان سے نکاح کرنا صرف حلال ہے۔ لیکن اگر حالات ایسے ہوں کہ اس حلال سے استفادہ کرنے میں کسی اور حرام کے ارتکاب کا شدید اندیشہ ہو، بلکہ خود کفر تک میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو ایسے حلال سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہرگز نہیں دی جائے گی۔

موجودہ زمانے میں یہود ونصاریٰ کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا اور ان کی عورتوں کے جال میں پھنسنا جو خطرناک نتائج پیدا کرتی ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ لہذا بدی اور بے دینی کے اسباب وذرائع سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ (تفسیر عثمانی ۱٤۲)

﴿ ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله وهو فی الآخرة من الخسرین ۞ ﴾

''جو کوئی ایمان سے منکر ہوا تو اس کے سارے اعمال برباد ہوں گے اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔'' (سورۃ المائدۃ: ۵) اس آیت میں اشارہ ہے کہ کتابیہ عورت سے نکاح کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ پاکباز، بلند کردار اور ایماندار مسلمان خاوند کی محبت اس کے دل میں بلند مقام حاصل کرے، جو اس کے ایمان قبول کرنے کا سبب بنے۔ ایسا نہ ہو کہ غیر مسلم بیوی کے فتنے میں گرفتار ہو کر خاوند ہی اپنی متاع ایمانی گنوا بیٹھے۔ (تفسیر عثمانی: ۱٤۲)

(۲) مسلمان عورت کا اہل کتاب مرد سے نکاح:

مذکورہ بالا تنبیہ الٰہی کا تقاضا ہے کہ کسی مسلمان عورت کو یہودی یا نصرانی کے عقد زوجیت میں نہیں دینا چاہیے، کیونکہ اس سے مسلمان عورت کے دین وعقیدے کو شدید خطرہ لگا رہتا ہے۔

نیز اس تنبیہ کو مندرجہ ذیل چیزیں مزید تقویت دیتی ہیں:

ا۔ امام ابن کثیرؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ متعدد صحابہ ؓ نے نصرانیہ عورتوں سے شادی کی۔لیکن انہوں نے زمانہ اسلاف کی کسی ایک مسلمان عورت کا ذکر نہ کیا،جس کا نکاح یہودی یا نصرانی مرد سے ہوا ہو۔

۲۔ ابن جریرؒ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(نتزوج نساء اهل الكتاب ولا يتزوجون نساءنا) ''ہم اہل کتاب کی عورتوں سے شادی کریں گے،لیکن وہ ہماری عورتوں سے نکاح نہ کرسکیں گے''۔

۳۔ عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت کی ہے کہ ''اللہ نے ہمارے لئے دوقسم کی پاکدامن عورتیں حلال کی ہیں مؤمنہ پاکدامن اوراہل کتاب پاکدامن۔ ہماری عورتیں ان پر حرام ہیں اوران کی عورتیں ہمارے لئے حلال''

۴۔ عبدالرزاقؒ اورابن جریرؒ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان روایت کیا ہے:(المسلم يتزوج النصرانية ولا يتزوج النصراني المسلمة) ''مسلمان نصرانیہ عورت سے نکاح کرے گا،لیکن نصرانی کسی مسلمان عورت سے شادی نہ کرسکے گا''۔(فتح القدير الجامع بين فني الرواية والدراية من علم التفسير ۲/۱۶)

۵۔ مسلمان مرد کے لئے غیر مسلم عورت سے نکاح جائز ہے، کیونکہ بیوی میں شرکت ممکن نہیں،لیکن مسلمان عورت کو غیر مسلم سے نکاح کی مجبوری پیش نہیں آسکتی، کیونکہ خاوند میں شرکت ممکن ہے۔یعنی ایک مرد چار تک عورتوں سے شادی کرسکتا ہے۔

۶۔ اللہ پاک نے اہل کتاب کا ذبیحہ ہمارے لئے حلال کرنے کے ساتھ ہمارا کھانا اہل کتاب کو کھلانا جائز ہونے کی وضاحت فرمادی۔لیکن اہل کتاب عورتوں سے نکاح ہمارے لئے جائز قرار دیا۔اس کے ساتھ ہماری عورتوں کا اہل کتاب سے شادی کرانا جائز ہونے کا ذکر نہیں فرمایا۔اس سے بھی معلوم ہوا کہ کسی مسلمان عورت کا اہل کتاب مرد سے نکاح جائز نہیں۔(زبدة التفسير من فتح القدير۔د/محمد سليمان الاشقر:۱۳٦)

۷۔ ﴿ولا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا ولعبد مؤمن خير من مشرك ولو اعجبكم﴾ (البقرة:۲۲۱) اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبیؒ نے کہا: امت کا اجماع ہے کہ کوئی مشرک کسی بھی صورت میں مؤمنہ سے نکاح نہیں کرسکتا،کیونکہ اس میں اسلام کی توہین ہے۔

۸۔ ابن عباس ؓ، مالکؒ،سفیان ثوریؒ اوراوزاعیؒ سے منقول ہے کہ اللہ نے اہل کتاب سمیت تمام مشرکہ عورتوں سے نکاح کو حرام کردیا،پھر سورۃ المائدۃ کی آیت کے ذریعے کتابیہ عورتوں کو خاص کردیا گیا۔امام شوکانیؒ نے بھی اسے ترجیح دی ہے۔(فتح القدير ۱/۲۲۴) اس سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب مردوں سے نکاح کو عموم حرمت پر برقرار رکھا گیا ہے۔

(عبدالوھاب خان)